سید شبیر حسین شاہ زاہد ایم اے

اخوان الصفا---ایک تحقیقی مطالعہ

اخوان الصفا چوتھی صدی ہجری دسویں صدی عیسوی (۳۷۳ھ/ ۹۸۳ء) کے اہل فلسفہ مسلمانوں کی ایک جماعت تھی جسے بعض مورخین خالصتاً علمی، بعض مذہبی اور بعض سیاسی جماعت کہتے ہیں۔ لیکن یہ طے ہے کہ یہ اہل علم و فکر کی ایک ایسی خفیہ انجمن تھی جس کے ارکان نے علمی و عام موضوعات کو فلسفیانہ نقطۂ نظر سے دیکھا اور پچاس سے زیادہ عنوانات پر مستقل رسائل مرتب کیے جو کہ اصل میں یونانی اور دوسرے فلسفیانہ عقائد سے خوشہ چینی تھی، مگر اس مخالفِ فلسفہ دور میں اتنا کام کرنا بھی ایک اہمیت کا حامل تھا۔ یہ گروہ بصرہ میں تشکیل پایا۔ مگر اس کی ایک شاخ بغداد میں بھی سرگرم عمل تھی۔

اس جماعت کے ارکان اپنی جمیعت کو "اہل الصفا والایمان" کہتے تھے۔ کیونکہ ان کا مقصدِ غائی یہ تھا کہ ایک دوسرے کی مدد کریں اور جو بھی ذرائع ممکن ہوں ان سے کام لیتے ہوئے علی الخصوص علمِ مزکی (معرفت) کی بدولت اپنی غیرفانی روحوں کی نجات کی کوشش کریں۔ بعض کے نزدیک اس جماعت کا نام "جمعیت اخوان الصفا" ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اس جماعت کا پورا نام "اخوان الصفا و خلان الوفاء واہل العدل وابناء الحمد" تھا، جس کے معنی ہیں "برادرانِ صفاء و دوستانِ وفا واہل عدل و فرزندانِ حمد" یعنی مصفا (پاکیزہ) دل بھائی اور وفادار دوست اور عدل و انصاف کرنے والے اور حمد (خدا تعالیٰ کی تعریف) کے بیٹے--- اس جماعت کے نام کے بارے میں درجِ ذیل آرا کا اظہار کیا جاتا ہے۔

۱- گولڈزیہر کا نظریہ یہ ہے کہ اس جماعت کے نام کا تعلق "کلیلہ ودمنہ" کے اس قصے سے ہے جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حیوانوں کے ایک گروہ نے جو ایک دوسرے کے مخلص دوست تھے ایک شکاری کے جال سے کس طرح نجات پائی۔

۲- ایک خیال یہ ہے کہ اس گروہ کا نام "اخوان الصفا" پڑنے کی وجہ یہ تھی کہ یہ لوگ افلاطون کے اس عقیدے کے شدت سے قائل تھے کہ "فلسفے کے مطالعہ سے روح پاکیزہ ہوتی ہے۔"

۳- آرا ے نکلس اور لیوی نے ابن القفطی کی "تاریخ الحکما" کے حوالے سے ایک اور نظریہ پیش کیا ہے کہ "اخوان نے یہ اعلان کیا کہ شریعت میں لاعلمی اور خطا کی آمیزش ہو گئی ہے۔ اس آمیزش کو دور کرنے کے لیے فلسفے کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔" گویا اس انجمن کے مقاصد میں اسلام اور فلسفے کو ایک جگہ جمع کرنا تھا۔ اخوان الصفا کا خیال تھا کہ جب یونانی فلسفہ اور عربی شریعت ایک لڑی میں پرو دیئے جائیں تو (فکر و عقیدہ) کو کمال کا درجہ حاصل ہو جائے گا۔"

عباسی دور (یعنی دسویں صدی عیسوی/چوتھی صدی ہجری) میں بعض سیاسی مصلحتوں کی بنا پر فلسفیوں اور سائنسدانوں کو شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، اور یہ خیال کیا جاتا تھا کہ علوم عقلیہ یعنی فلسفہ، سائنس اور ریاضی وغیرہ کا فروغ ملک و قوم اور دین کے لیے خطرے کا باعث ہو گا، لہذا فلاسفہ الحاد و تعطل کے الزام سے متہم تھے۔ فلسفے سے انتساب ہی کفر کے مماثل تھا، اور تو اور خلیفہ مامون الرشید بھی اس الزام سے نہ بچ سکا۔ کیونکہ اسی کے ایما پر یونانی فلسفے کا ترجمہ عربی میں کیا گیا۔ چنانچہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے مامون کے متعلق کہا۔

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ خدا تعالیٰ مامون سے غافل رہے گا۔ بلکہ اس اُمت پر اس (مامون) نے جو مصیبت (فلسفے کی ترویج و اشاعت کر کے) نازل کی ہے اس کا بدلہ (اللہ) ضرور اس سے لے گا۔"

چنانچہ انہی حالات کے تحت فلسفی اور سائنسدان اپنے مشاغل خفیہ طور پر جاری رکھنے پر مجبور ہوئے، انہیں عام فلسفیوں اور سائنسدانوں کی طرح اس جماعت (اخوان الصفا) نے بھی زیر زمین رہ کر علم و فلسفہ کے فروغ کے لیے کام کیا اور دارالخلافہ بغداد سے دور رہ کر بصرے کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔

جہاں تک تاریخ و فلسفہ کا تعلق ہے، قدیم زمانے میں (اخوان الصفا) کو کوئی خاص فلسفیانہ اہمیت حاصل نہیں تھی، یہی وجہ ہے مورخین نے ان کا تذکرہ بہت کم کیا ہے اور حکما کے حالات میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں ان رسالوں (رسائل اخوان الصفا) کا ذکر نہایت معمولی طور پر کیا گیا ہے۔ علامہ شہرزوری نے "تاریخ الحکما" میں ان رسائل اور ان کے مؤلفین کا ذکر صرف چند سطروں میں کیا ہے۔ قاضی صاعد اندلسی نے "طبقات الامم" میں صرف اس قدر لکھا ہے کہ "کرمانی نے مشرق کا سفر کیا اور اپنے ساتھ رسائل اخوان الصفا لایا، جو اس سے پہلے اندلس میں نہیں آئے تھے۔" علامہ ابن ابی اصیبعہ نے طبقات الاطبا جلد دوم میں کرمانی کے تذکرے میں ضمناً قاضی صاعد اُندلسی کے بیان کو نقل کر دیا ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں لکھا ہے۔ علامہ جمال الدین ابوالحسن علی بن یوسف القفطی نے تاریخ الحکما میں اخوان الصفا کا تذکرہ سب سے زیادہ طویل کیا ہے، اور وہ بھی ابوحیان توحیدی سے صمصام الدولہ کے ایک وزیر ابوالفضل عبداللہ بن عارض شیرازی کے سوال و جواب کی شکل میں۔ اس کے باوجود ابن قفطی (جماعت اخوان الصفا و رسائل) کی فلسفیانہ اہمیت کا منکر ہے۔ اس کے نزدیک "یہ رسالے صرف تشویقی حیثیت رکھتے ہیں، نہ ان میں مسائل کا استقصاء کیا گیا ہے اور نہ ان کے دلائل واضح ہیں۔" بلکہ وہ انواع فلسفہ کی ہر نوع کے طالب کے لیے صرف تنبیہ و اشارہ ہیں۔" علامہ بیہقی نے "صوان الحکمت" میں اخوان الصفا کا تذکرہ دوسرے قدیم مورخین کی طرح چند سطروں میں کیا ہے۔

تاریخی حیثیت سے رسائل و جماعت اخوان الصفا کے متعلق چند باتیں بحث طلب ہیں۔ مثلاً

۱- ان رسائل کو کن لوگوں نے لکھا؟ یا اخوان الصفا کے ارکان کون تھے؟

۲- اخوان الصفا کی علمی مجلسوں اور گفتگو کا طریقہ کار کیا تھا؟

۳- یہ لوگ مشرباً کون تھے؟

۴- رسائل اخوان الصفا کیا ہیں؟

۵- کیا اخوان الصفا ایک مذہبی تحریک تھی یا سیاسی؟

مؤلفین رسائل اخوان الصفا

اس زمانے میں فلسفیوں اور سائنسدانوں کے خلاف سیاسی و معاشرتی فضا کے سبب اخوان

الصفا کے ارکان کے نام پردۂ خفا میں ہیں۔ ویسے بھی یہ ایک زیرِ زمین جماعت تھی جس کے مقاصد میں علوم فلسفہ و عقلی کی تعلیم و ترویج کو اولیت حاصل تھی۔ اپنی تشہیر اور ناموری کو وہ مخالفت کے سبب درست خیال نہ کرتے تھے مگر ان لوگوں میں، جو ذہناً اور مسلکاً اس جماعت کے مقاصد و شرائط سے متفق ہوں---- بہرحال قفطی نے ان رسائل کے مؤلفین میں صرف ابو سلیمان محمد بن معشر البیسی (المقدسی) ابوالحسن علی بن ہارون ازنجانی، ابو احمد المہرجانی اور عوفی کا نام لیا ہے، اور لکھا ہے کہ ان کے علاوہ اور لوگ بھی تھے جنھوں نے ان رسائل کو لکھا، لیکن اپنے نام کا اخفا کر کے ان کو مسودہ نویسوں میں پھیلایا اور لوگوں میں تقسیم کیا۔ شہرزوری نے زید بن رفا کے نام کا اور بھی اضافہ کیا ہے، اور لکھا ہے کہ ان رسائل (اخوان الصفا) کی عبارت مقدسی نے لکھی ہے۔ لیکن قفطی کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ زید بن رفاعہ ان رسائل کی ترتیب و تدوین میں شامل نہ تھا، بلکہ وہ محض ان کے مؤلفین کا شریکِ صحبت تھا۔ مولانا عبدالسلام ندوی نے "حکما اسلام" جلد اول میں تلاشِ بسیار کے بعد یہی نام لکھے ہیں۔ پروفیسر غلام رسول نے متعدد تاریخی کتب کے حوالے سے "اسلام کے کارہائے نمایاں" میں انہی پانچ ناموں کو نقل کیا ہے۔ محمد لطیفی جمعہ نے "تاریخ فلاسفۃ الاسلام" میں یہی پانچ نام لکھے ہیں۔ اُردو دائرۃ المعارف کے مضمون اخوان الصفا کے مؤلف کو بھی ان پانچ سے زیادہ اور کوئی نام نہیں مل سکا۔

ارکانِ اخوان الصفا

اخوان الصفا کے ارکان کے سلسلے میں سب سے مقدم بات یہ تھی کہ اخوان الصفا کا انتخاب نہایت غور و فکر سے کیا جاتا تھا، اور اس گروہ کے ہر فرد کو یہ ہدایت تھی کہ "جب وہ کسی کو اپنا دوست یا بھائی بنانا چاہے تو اس کو اس طرح پرکھے جس طرح درہم و دینا پرکھے جاتے ہیں۔ یا بیج بونے یا درخت لگانے کے لیے عمدہ مٹی والی زمین کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ "خود پسند، جھگڑالو، سخت دل، حاسد، کینہ پرور، منافق، ریاکار، بخیل، بزدل، مکار، بیوفا، متکبر، سرکش، حریص، اپنے استحقاق سے زیادہ مدح پسند، دوسروں کو حقیر سمجھنے والا اور صرف اپنی قوت پر اعتماد رکھنے والا اخوان الصفا کی رکنیت کا اہل نہیں ہے۔"

علمی، ملی، اخلاقی اور معاشرتی اشتراک کی بنا پر اس جماعت میں ہر طبقے کے لوگ شامل تھے اور

ہر ملک میں اس کا جال پھیلا ہوا تھا، اور ان کی تعلیم و تربیت کے لیے ہر جگہ ایک خاص شخص مقرر تھا چنانچہ ایک جگہ لکھتے ہیں۔

"ہمارے بہت سے شریف اور فاضل بھائی اور دوست مختلف ملکوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان میں ایک گروہ سلاطین، امرا، وزرا، عمّال اور کتاب کی اولاد کا ہے۔ ایک گروہ اشراف، دہقان، تجارت اور مجاہدین کی اولاد کا ہے۔ ایک گروہ علما، ادبا، اور فقہاء کی اولاد کا ہے۔ ایک گروہ کاریگروں اور عام کاروباری لوگوں کی اولاد کا ہے اور ہم نے ان میں سے ہر گروہ کے لیے اپنے ایک بھائی کو جس کی بصیرت اور علم کو ہم نے پسند کیا مقرر کر دیا ہے، تا کہ وہ ہمارا قائم مقام ہو، اور ان کو نرمی، مہربانی اور شفقت سے نصیحت کرے۔"

کوشش کی جاتی تھی کہ نوجوانوں کو اس جماعت کا رکن بنایا جائے کیونکہ عمر رسیدہ لوگ عموماً نئے رجحانات اور ترقی پسند افکار کو قبول نہیں کرتے۔ نوجوان طبقے میں تجسس کا مادہ زیادہ ہوتا ہے اس لیے علمی کام کرنے میں نوجوان بوڑھوں کے مقابلے میں زیادہ کار آمد ثابت ہوتے تھے۔ لکھتے ہیں:

"جب یہ حالت ہو تو اے بھائی! تمہیں چاہیے کہ فرسودہ بوڑھوں کی اصلاح میں کوشاں نہ ہو۔ یہ لوگ بچوں جیسے فاسد خیالات، ردی عادات اور وحشی اخلاق سے متصف ہوتے ہیں۔ وہ تمہیں پریشان کر دیں گے اور اپنی حالت کی اصلاح بھی نہیں کریں گے۔ تمہیں چاہیے کہ سلیم الطبع نوجوانوں کو نصیحت کرو۔ خدائے تعالیٰ نے ہر نبی کو جوانی کی حالت میں نبوت عطا فرمائی اور اپنے ہر ایک بندے کو اس وقت حکمت سے سرفراز فرمایا جب کہ وہ عالمِ شباب میں تھا، جیسا کہ اس نے فرمایا ہے۔ انهم فتية امنوا بربهم وزدنهم هدى یعنی اصحابِ کہف ایسے نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کی ہدایت میں اضافہ کیا۔ اس طرح دوسری جگہ فرمایا۔ سمعنا فتى يذكرهم يقال له ابراهيم یعنی نمرود کی قوم

نے کہا کہ ہم نے ایک نوجوان کا ذکر سنا ہے جس کو ابراہیم کہتے ہیں۔
ایک اور مقام پر فرمایا ہے۔ وقال موسیٰ لفتاہ اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنے نوجوان ساتھی (حضرت یوشع علیہ السلام بن نون) سے فرمایا "حقیقت یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے جب کسی نبی کو مبعوث کیا تو سب سے پہلے اس کی قوم کے بوڑھوں نے اس کی تکذیب کی۔"

جب ان کی مجلس میں کوئی نیا شخص آتا یا لایا جاتا تو اس کے سامنے ایک مختصر سا خطبہ دیا جاتا تھا جس کے الفاظ یہ تھے کہ

"ہر سلطنت کا ایک وقت ہوتا ہے جس سے اس کی ابتدا ہوتی ہے، اس کی ترقی کا درجہ ہوتا ہے، جہاں تک وہ ترقی کرتی ہے، اور ایک حد پر پہنچ کر اس کی انتہا ہو جاتی ہے، لیکن جب وہ اپنے انتہائی درجے کو پہنچ جاتی ہے تو اس کو زوال ہونے لگتا ہے اور دوسری سلطنت میں قوت و نشاط پیدا ہو جاتا ہے اور وہ روز بروز طاقتور اور یہ روز بروز ضعیف ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ پہلی سلطنت بالکل مٹ جاتی ہے اور دوسری نوخیز سلطنت اس کی جگہ لے لیتی ہے۔"

رسائل اخوان الصفا کے مطالعہ سے ان کے مصنفین کے ناموں کے بارے میں کوئی تصریح نہیں ہوتی، ---- اس لیے محققین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض کا خیال یہ ہے کہ حضرت علیؓ کی نسل سے ایک امام ان کا مصنف تھا۔ اس امام کی تعیین میں پھر اختلاف ہے، جس سے کسی نتیجے تک پہنچنا مشکل ہے۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ (رسائل اخوان الصفا) کسی معتزلہ کی تصنیف ہیں۔

اخوان الصفا کی مجلسیں:

اخوان الصفا کے اجلاس عموماً بارہ روز کے بعد منعقد ہوا کرتے تھے، علمی مذاکرے ہوتے تھے اور مختلف طبقوں کے افراد کو ان کی عمر اور استعداد کے لحاظ سے مطالعہ اور تحقیق کا کام تفویض کیا جاتا تھا۔ اجلاس میں فلسفے کی انواع پر بحث ہوا کرتی تھی۔ اس طرح ان کا ایک خاص مذہب بن گیا جو تمام فلاسفۂ اسلام کے خیالات کا نچوڑ تھا اور جس میں فلاسفہ یونان، فارس اور ہند کے خیالات سے واقف

ہونے کے بعد ان کو اقتضائے اسلام کے مطابق ڈھالا گیا تھا۔ فلسفیانہ اعتبار سے اخوان الصفا کی حیثیت وہی ہے جو یونانی، ایرانی اور ہندی حکمت و دانش کے قدیم مترجمین و جامعین کی تھی، اور جن کا نقطہ نظر انتقادی تھا۔ ہرمس، فیثاغورث، سقراط اور افلاطون کا حوالہ بار بار ملتا ہے۔ ان میں ارسطاطالیس کا درجہ بڑا بلند ہے، اور اسے منطق، افلاطونی الٰہیات اور کتاب "التفاحت" کا مصنف ٹھرایا گیا ہے۔ یہ بات حیرت انگیز ہے کہ ارسطاطالیس فلسفے کی، جس کی ابتدا الکندی سے ہوئی اخوان الصفا کے رسائل میں کوئی جھلک نہیں ملتی۔ شاید یہ اخوان الصفا کے ذہنی رویّے کا ایک خاص پہلو ہے کہ وہ الکندی کا کوئی اقتباس نہیں دیتے۔ یا اگر دیتے ہیں تو اس کا ذکر نہیں کرتے حالانکہ اس کے مرتد شاگرد ابو معشر (۲۷۲ھ / ۸۸۴ء) ایسے عجیب و غریب منجم کے کئی حوالے رسائل اخوان الصفا میں ملتے ہیں۔

یہ جماعت (ارکان کی) عمر کے لحاظ سے چار طبقوں پر مشتمل تھی۔ پہلا اور ابتدائی طبقہ پندرہ سے تیس سال تک کی عمر کے نوجوانوں پر مشتمل تھا۔ دوسرے طبقے میں تیس اور چالیس سال کے درمیان کی عمر کے لوگ شامل تھے۔ چالیس سے پچاس سال تک کی عمر کے افراد تیسرے طبقے میں اور پچاس سے زائد عمر کے اہل عمل طبقہ چہارم میں شمار کیے جاتے تھے۔ اخوان الصفا کے ارکان کے نام بھی خفیہ رکھے جاتے تھے، اور اس کے مقصد سے اختلاف کرنے والے کو جماعت سے نہ صرف نکال دیا جاتا تھا بلکہ اس سے مجالست و معاشرت ترک کر دی جاتی تھی۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

> "تو جو شخص عقل کے شرائط و موجبات پر راضی نہ ہو اور ان شرائط کو قبول نہ کرے جن کی ہم نے اپنے بھائیوں کو وصیت کی ہے، یا ان (جماعت میں شرائط کی پابندی کے ساتھ) میں داخل ہونے کے بعد سے نکل آئے تو اس کی سزا یہ ہے کہ ہم اس کی دوستی سے الگ ہو جائیں، اس کے ساتھ معاشرت و معاملت نہ رکھیں۔ اس کو اپنے اسرار نہ بتائیں اور اپنے بھائیوں کو اس سے الگ رہنے کی ہدایت کریں۔"

رکان اخوان الصفا کی خوبیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے اور ان کو نصیحت و تاکید کرتے ہوئے لکھا ہے

"انسانوں کے چار درجے ہیں۔ بعض لوگ صاحبِ مال اور صاحب علم ہوتے ہیں، بعض لوگ دونوں سے محروم رہتے ہیں۔ بعض لوگوں کے پاس مال تو ہوتا ہے لیکن علم نہیں ہوتا۔ بعض لوگوں کے پاس علم تو ہوتا ہے لیکن مال نہیں ہوتا۔ تو ہمارے بھائیوں میں سے جس کے پاس علم اور مال دونوں ہوں وہ اس میں اپنے اس بھائی کو شریک کر لے جو دونوں سے محروم ہے اور اس پر احسان نہ جتائے اور اس کو حقیر نہ سمجھے، جس طرح باپ اپنے بیٹے پر احسان نہیں جتاتا۔ لیکن اگر ایک بھائی کے پاس مال تو ہو اور عمل نہ ہو، تو اس کو اپنے ساتھ اس بھائی کو شریک کر لینا چاہیے جو صاحبِ علم ہو۔ یہ مال سے اس کی خدمت کرے اور وہ علم سے اس کو بہرہ اندوز کرے، اور صاحب مال بھائی اپنے صاحبِ علم بھائی پر احسان نہ جتائے، لیکن اگر صاحبِ علم بھائی کو جو مال سے محروم ہے ایسا شخص نہ مل سکے جو مال سے اس کی اعانت کرے تو اس کو صبر کرنا چاہیے۔ خدا کسی نہ کسی طرح اس کی مصیبت کو دور کر دے گا۔ لیکن جس بھائی کے پاس نہ علم ہے نہ مال، تو اس کے پاس پاکیزہ روح ہے، عمدہ اخلاق ہیں، اس کا دل آرائے فاسدہ سے محفوظ ہے، وہ خیر اور اہل خیر کا دوست ہے۔ خدا نے اس کو جو کچھ دیا ہے اس پر صابر اور راضی ہے، اس لیے اس کو جاننا چاہیے کہ یہ چیزیں مال اور علم دونوں سے بہتر ہیں، کیونکہ ہم نے بہت سے فلسفی اور علما کو دیکھا ہے کہ وہ فنِ اخلاق میں کتابیں لکھتے ہیں اور لوگوں کو اخلاق کی تعلیم دیتے ہیں۔ لیکن خود ان کے اخلاق نہایت بُرے ہیں۔ اس طرح ہم نے بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے جن کے پاس علم تو کم ہے لیکن ان کے اخلاق عمدہ ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ خوش خلقی خدا کی ایک نعمت ہے"

غرض علمی، مالی، اخلاقی اور معاشرتی اشتراک کی بنا پر اس جماعت میں ہر طبقے کے لوگ شامل

تھے، اور ہر ملک میں اس کا جال پھیلا ہوا تھا، اور ان کی تعلیم و تربیت کے لیے ہر جگہ ایک خاص شخص مقرر تھا۔ جو لوگ اس جماعت کی مجالس میں شریک نہ ہو سکتے تھے۔ ان کی اصلاح و تربیت کے لیے یہ رسالے لکھے گئے تھے جو ان کو تقسیم کیے جاتے تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ "ہمارے بھائیوں کو اس علم کی جن چیزوں کی ضرورت ہے، ہم نے ان کو اکاون رسائل میں بیان کر دیا ہے۔ تو اگر تم ہماری مجلس میں حاضر نہ ہو سکو تو ان (رسالوں) کو دیکھو اور اپنے جن بھائیوں کو تم پسند کرو اور ان میں ہدایت کے آثار پاؤ ان کے سامنے ان (رسائل) کو پیش کرو۔" جب یہ لوگ مجلس میں آتے تھے تو ان کے ساتھ کوئی نو خیز اور نو آموز شخص شریک ہوتا تھا۔ جو لوگ اس مجلس میں شریک نہیں ہوتے تھے ان کے پاس داعی اور مبلغ بھیجے جاتے تھے اور داعی کے ذریعے ان تک یہ پیغام پہنچایا جاتا تھا۔

ایک موقع پر لکھا ہے کہ "اے بھائی! ہم نے تجھ کو ایک نیک اور دینی کام کے لیے منتخب کیا ہے۔ تم ہمارے ایک بھائی کے پاس جاؤ اور اس سے رفق و ملاطفت کے ساتھ اس کی خلوت میں جب وہ فارغ البال ہو، ملو اور اس کو ہمارا سلام پہنچاؤ، اور اس کے سامنے اس نصیحت کو پیش کرنا کہ وہ اس پر غور کرے۔ اور اس کو بتلاؤ کہ اس کے جن بھائیوں نے تمہیں اس کے پاس بھیجا ہے ان کی ایک مجلس ہے جس میں وہ خلوت میں جمع ہوتے ہیں، علوم و فنون پر بحث کرتے ہیں، مخفی اور راز کی باتوں پر گفتگو ہوتی ہے۔

اخوان الصفا کی مجلسیں عموماً نہر جوری کے مقام پر ہوتی تھیں اور جب کوئی اجنبی ان میں شریک ہوتا تھا تو حاضرین مجلس رمز و کنایہ میں گفتگو کیا کرتے تھے۔

اخوان الصفا کا مشرب و مسلک

اگرچہ اخوان الصفا کوئی فرقہ ورانہ جماعت نہیں تھی بلکہ یہ ایک ایسی تحریک تھی جو ان اختلافات کو ختم کرنا چاہتی تھی جو مختلف عقائد کی جزئیات پر ضرورت سے زیادہ توجہ دینے کی وجہ سے ملتِ اسلامیہ میں پیدا ہو گئے تھے اور جن کی وجہ سے قوم اور ملک کی بنیادیں ہل گئی تھیں۔ اخوان الصفا کے ارکان یہ چاہتے تھے کہ مسلمان عقلی علوم کی اس روایت سے روگردانی نہ کریں، جسے قرآنِ پاک نے قائم کیا تھا اور جسے بعد میں الکندی، فارابی اور ابن سینا نے پروان چڑھایا تھا فلسفہ ہی ان (اخوان

الصفا) کا مذہب تھا، اور فلسفہ و عقلی علوم ہی ان کے مقصد کی بنیاد تھے۔ چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں:

> شریعت اسلامی جہالت اور گمراہی سے آلودہ ہو گئی ہے، اور اس کی صفائی صرف فلسفے ہی سے ممکن ہے۔ کیونکہ فلسفہ حکمتِ اعتقادیہ اور مصلحتِ اجتہادیہ پر حاوی ہے اور جس وقت فلسفہ یونان اور شریعت محمدی ﷺ میں امتزاج پیدا ہو جائے گا تو اس وقت (علم اور قوم کو) کمال حاصل ہو جائے گا۔"

حقیقت یہ ہے کہ اخوان الصفا کے ارکان آزاد خیال لوگ تھے اور وہ اپنے آپ کو عقلی گروہ کہتے تھے۔ خود ان رسائل کے مؤلفین یہ بات صاف کہتے ہیں کہ "ہمارے بھائیوں کو کسی علم سے دشمنی نہیں رکھنی چاہیے، کسی کتاب کو چھوڑنا نہیں چاہیے، کسی مذہب سے تعصب نہیں رکھنا چاہیے، کیونکہ ہماری رائے اور ہمارا مذہب تمام مذاہب اور تمام علوم کو شامل ہے۔"

اخوان الصفا کے نزدیک یہی حکمت اور دانائی ہے، جس پر تمام قوموں اور مذاہب کا ہمیشہ اتفاق رہا۔ علوم الہیہ کی جانب جو منتہائے مقصد ہیں، اخوان الصفا خاص طور پر توجہ دیتے ہیں۔ اخوان الصفا کا مذہب تمام مذاہب اور علوم پر حاوی ہے (وہ ہمہ گیری کے قائل تھے) اور انہوں نے تمام موجوداتِ حسی و عقلی کے ظاہری و باطنی، جلی و خفی پہلوؤں پر شروع سے آخر تک تحقیقی نظر سے غور و خوض کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

> ہر جماعت کی نظم و ترتیب اور اصلاح کے لیے ایک رئیس کی ضرورت ہوتی ہے اور ہم نے اپنے بھائیوں کی جماعت کے لیے اپنا رئیس عقل کو مقرر کیا ہے اور ان شرائط کے مطابق جن کو ہم نے اپنے رسالوں میں بیان کیا ہے، اور اپنے بھائیوں کو اس کی وصیت کی ہے اس کے فیصلوں پر ہمارے بھائی راضی ہو گئے ہیں۔"

لیکن اس تمام آزاد خیالی، ہمہ گیری اور بے تعصبی کے باوجود اخوان الصفا کا شیعہ مذہب کے اسماعیلی فرقے سے گہرا تعلق تھا۔ دائرۃ المعارف کے مقالہ نگار کا خیال ہے کہ "اس جماعت کے خیالات و رجحانات پر غالی شیعیت یا زیادہ صحیح الفاظ میں یہ کہنا چاہیے کہ اسماعیلیت (قرامطیت و

معتزلیت) کا رنگ غالب تھا۔ "شیعہ نظریات کی جانب اخوان الصفا کے جھکاؤ کا اندازہ ان کے اپنے تحریری اقتباسات سے بھی ہوتا ہے مثلاً

۱- "خدا نے ہم میں چند ایسی باتیں جمع کر دی ہیں جو باہمی برادرانہ محبت اور دوستی کو مضبوط کرتی ہیں اور ان ہی میں رسول اللہ ﷺ کی اور آپ کے اہل بیت کی محبت اور امیر المومنین علیؓ ابن ابی طالب خیر الوصیین کی ولایت ہے۔"

۲- "اے بھائی ہم نے مختلف علوم و فنون میں ۵۱ رسالے لکھے ہیں جن میں سے ہر ایک کی حیثیت تمہید، مقدمے اور نمونے کی ہے تاکہ اس کو ہمارے بھائی دیکھیں، اس کی قرأت سنیں، اس کے بعض مطالب سمجھیں اور فضیلت اہلِ بیت کی حقیقت کو جس کے وہ معترف ہیں، جانیں کہ وہ لوگ خدا کے علم کے خازن اور نبیوں کے علم کے وارث ہیں"

۳- "ایک جماعت ایسی ہے جس کے جسم ہم سے ملے ہوئے ہیں، لیکن اس کی روح ہم سے الگ ہے، وہ اپنے آپ کو علوی کہتی ہے، لیکن وہ علوی نہیں ہے۔ وہ صرف قرآن کا نام جانتی ہے اور اسلام کی صرف سطح سے واقف ہے۔ نہ علم سیکھتی ہے، نہ فقہ کو جانتی ہے، نہ نماز پڑھتی، نہ زکوٰۃ دیتی، نہ حج کرتی، نہ جہاد کو جانتی، نہ حرام سے بچتی، نہ برائی سے باز آتی ہے بلکہ ہر قسم کی برائیوں کی مرتکب ہوتی ہے۔ یہ جماعت ہمارے اہلِ ملت سے بہت دور ہے اور ہمارے شیعوں کی بہت بڑی دشمن ہے۔ ایک اور جماعت ہے جس نے نوحہ گر عورتوں اور قصہ گو واعظوں کی طرح شیعیت کو ذریعۂ معاش بنا لیا ہے۔ یہ جماعت صرف تبرا، گالی گلوچ، لعن طعن اور نوحہ گر عورتوں کے ساتھ گریہ و زاری کو شیعیت سمجھتی ہے، اور ان کا شعار و مشاہد کی مجاوری اور قبروں کی زیارت ہے۔ بعض شیعوں کا قول ہے کہ کرائمہ آوازوں کو سُنتے ہیں اور دعاؤں کو قبول کرتے ہیں۔

لیکن وہ اس (عقیدے) کی حقیقت سے واقف نہیں ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ امام منتظر مخالفین کے خوف سے چھپا ہوا ہے۔ حاشا وہ ان کے سامنے موجود ہے، ان کو پہچانتا ہے اور وہ اس کے منکر ہیں۔"

۴- "بد ترین لوگوں کی ایک جماعت نے شیعیت کو محض ایک پردہ بنا رکھا ہے۔ وہ ہر قسم کی برائیاں کرتی ہے اور جب حکام اس پر دارو گر کرتے ہیں تو وہ کہتی ہے کہ ہم شیعہ ہیں، علوی ہیں تا کہ اس کی آڑ میں پناہ لیں۔"

درج بالا اقتباسات کے مطالعہ سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ اخوان الصفا شیعہ مذہب کے پیرو کار تھے، اگرچہ وہ شیعہ فرقے کی مروجہ اور پُر تعصب رسوم و عقائد کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے تھے، لیکن ان کے اپنے الفاظ میں شیعیت کا درجہ بہت بلند ہے اور مروّج عادات سے مختلف بھی ہے۔

اخوان الصفا کی ترقی یافتہ شکل کا دوسرا نام باطنیت ہے، اور باطنیوں کی تعلیمات کی بہت سی خصوصیات اخوان الصفا میں موجود ہیں۔ مثلاً باطنیوں کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنے عقائد صرف اس شخص پر ظاہر کرتے ہیں، جس سے یہ قسم لے لیتے ہیں کہ ان کے اسرار کسی غیر پر ظاہر نہ کرے گا، اور رسائل اخوان الصفا کے مؤلفین بھی اپنی تعلیمات مخفی طور پر دیتے ہیں۔ چنانچہ ایک موقع پر لکھتے ہیں کہ

"اے بھائی! ہم لوگوں سے اپنے اسرار اس لیے نہیں چھپاتے کہ ہم دنیوی بادشاہوں کے اقتدار سے ڈرتے ہیں یا یہ کہ عوام کے شور و غل سے بچنا چاہتے ہیں، بلکہ اس لیے کہ خداوند تعالیٰ کے عطیے کو محفوظ رکھیں جیسا کہ مسیح علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ "حکمت نااہلوں کو نہ سکھاؤ، اگر ایسا کرو گے تو ان پر ظلم کرو گے، لیکن جو لوگ اس حکمت کے اہل ہوں ان سے اس کو نہ روکو۔ اگر ایسا کرو گے تو ان پر ظلم کرو گے۔"

باطنیوں کی تعلیمات کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ ہر چیز کے اسرار و خواص کو معلوم کرنا چاہتے

ہیں، مثلاً حروفِ تہجی کے کیا معنی ہیں۔ حروف تہجی صرف انتیس (۲۹) کیوں ہیں۔ بعض حروف پر کیوں نقطے لگائے گئے ہیں اور بعض حروف پر کیوں نہیں لگائے گئے۔ یہی بات ہے جسے زید بن رفاء (اخوان الصفا کا ایک رکن) اس طرح کہتا ہے کہ "ب کو صرف ایک نقطہ دیا گیا اور ت کو جو دو نقطے لگائے گئے اور "ا" پر کوئی نقطہ نہیں لگایا گیا۔ اس کا کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہوگا۔" لیکن چونکہ ان حقائق کا علم ہر شخص کو نہیں ہو سکتا اس لیے وہ اس کو علمِ باطن کہتے ہیں جس سے صرف آئمہ اہلِ بیت ہی واقف ہو سکتے ہیں۔ ایک موقع پر لکھا ہے:

> "اے بھائی! اکثر فلسفیوں اور حقائق اشیا پر بحث کرنے والوں سے انبیا علیہم السلام کی کتابوں کے اسرار مخفی رہ گئے، کیونکہ ان لوگوں نے ان (حقائق) سے بحث نہیں کی، اس لیے کہ وہ ان کی سمجھ سے بالاتر تھے، کیونکہ ان کے معانی ان ملائکہ سے ماخوذ ہیں، جن کو ملاءِ اعلیٰ کہتے ہیں۔ اے بھائی! تجھ کو ان لوگوں میں شامل نہیں ہونا چاہیے جو دنیوی زندگی کے ظاہر سے تو واقف ہیں لیکن آخرت سے غافل ہیں، جن کی خدا نے اپنی کتاب میں اس طرح برائی بیان فرمائی ہے صم بکم عمی فھم لا یرجعون "بہرے، گونگے، اندھے ہیں اس لیے یہ دیکھتے نہیں۔" تو کیا تمہارے خیال میں یہ لوگ آواز نہیں سُنتے۔ یا رنگ کو نہیں دیکھتے تھے۔ یا معاش کے معاملے کو نہیں سمجھتے تھے۔ یہ کچھ نہیں، بلکہ خدا نے ان کی بُرائی اس لیے بیان کی ہے کہ وہ ان معانی کو نہیں سمجھتے تھے جو پیغمبروں کی کتابوں میں مذکور ہیں، اور جن کی طرف ہم ان رسالوں میں اشارہ کرتے ہیں اور اپنے بھائیوں کو ان کی دعوت دیتے ہیں۔ پیغمبروں کا یہی دین ہے اور ربانیوں اور اخیار کا یہی مذہب ہے، جنھوں نے خدا کی کتاب میں ان مخفی اسرار کا تحفظ کیا ہے، جن کو صرف پاک لوگ چھو سکتے ہیں، اور وہ لوگ اہلِ بیت ہیں، جن سے خدا نے نجاست کو دور کر دیا ہے اور ان کو خوب پاک صاف کر دیا ہے۔"

باطنیوں سے تعلق کے علاوہ اخوان الصفا کے عقائد معتزلہ کے عقائد کے مطابق بھی ہیں، اگرچہ انہوں نے معتزلہ کے بعض عقائد کی تردید بھی کی ہے مثلاً معتزلہ قیامت کے دن رویت باری کے منکر ہیں لیکن ارباب رسائل اخوان الصفا لکھتے ہیں کہ

"اس منظرہ پسند گروہ کا خیال ہے کہ آنکھ سے صرف اجسام و اعراض ہی دیکھے جاسکتے ہیں، اور خداوند تعالیٰ بالاجماع جسم نہیں ہے۔ اسی قیاسی وجہ سے انہوں نے خداوند تعالیٰ کی رویت کا انکار کیا ہے، حالانکہ یہ واقعہ نہیں ہے کہ صرف اجسام و اعراض دیکھے جاسکتے ہیں بلکہ اجسام تو درحقیقت دیکھے ہی نہیں جاسکتے، جب تک رنگ کا وجود نہ ہو، اور رنگ بھی اس وقت تک نظر نہیں آسکتا جب تک نور نہ ہو، لیکن خود نور نہ جسم ہے نہ عرض، کیونکہ اگر نور جسم ہوتا تو وہ سخت اور شفاف اجسام مثلاً شیشہ اور بلور میں سرایت نہ کر سکتا۔ کیونکہ جسم بالاجماع دوسرے جسم میں داخل نہیں ہو سکتا، کیونکہ اگر ایک جسم دوسرے جسم میں داخل ہو جائے تو کل اجسام ایک جسم میں داخل ہو جائیں۔ اسی طرح نور عرض بھی نہیں ہے جو کسی جسم میں حلول کیے ہوئے ہو۔ کیونکہ روح بھی جسم نہیں ہے۔ گو اس کے افعال صرف جسم ہی سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ فرشتہ، شیطان، جن، روح، نفس، عقل، افعال ان میں سے کوئی چیز جسم یا عرض نہیں ہے۔ لیکن ان کے افعال کا ظہور جسم ہی کے ذریعے سے ہوتا ہے، بعینہ اسی طرح نور بھی جسم نہیں ہے، گو وہ ہم کو صرف جسم ہی کے ذریعے سے نظر آتا ہے۔ اگر خدا دیکھا نہ جاتا تو وہ یہ کیوں کہتا

كلا انهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون- "ہرگز نہیں، آج کے دن وہ لوگ اپنے پرودگار سے آڑ میں ہوں گے۔"

خدا کی تجلی پہاڑ پر نمایاں ہوئی اور تجلی اور حجاب کا اطلاق ان اشیا پر نہیں ہوتا جو نظر نہیں آسکتیں۔"

اخوان الصفا کے عقائد و نظریات کا معتزلہ کے نظریات و مقاصد سے ہم آہنگ ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ "معتزلہ اور ان کے متبعین ان (اخوان الصفا) کے رسائل کو نقل کیا کرتے، ان کا درس دیتے اور ان کو بلاد اسلام میں پوشیدہ طور پر پھیلاتے تھے۔" ظاہر ہے کہ اس ساری تگ و دو کا باعث مذہبی کشش ہی ہو سکتی ہے۔

اخوان الصفا کے فلسفیانہ نظریات کو تین عنوانات کے تحت جمع کیا جا سکتا ہے۔

اول : نظریۂ علم۔

دوم : علم کائنات یا کونیات۔

سوم : اخلاقیات۔

ان تینوں میں سے پہلے دو عنوانات کے سلسلے میں اخوان الصفا افلاطون کے نظریۂ علم اور فلاطونیوں کے نظریات سے متاثر نظر آتے ہیں۔ تفصیل کا اختصار درجِ ذیل ہے:

۱- اخوان الصفا کا نظریۂ علم کے مشابہ ہے۔ اس نظریے کا انحصار نفس اور جسم کی دُوئی پر ہے۔ نفس سے وہ (اخوان الصفا) فطرت انسانی کا روحانی اور عقلی عنصر مراد لیتے ہیں۔ ان کے نقطۂ نظر کے مطابق علم کا مقصد یہ ہے کہ یہ نفسِ انسانی کو حسی سطح کے ذریعے حاصل ہوتا ہے مگر منطق کے مجرد قوانین کا اور ریاضی کے بدیہیات کا علم نفس کو وجدانی طور پر بغیر جسمانی ذریعے کے حاصل ہوتا ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نفس جسم سے الگ اور آزاد ہے۔ اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اس کا ماخذ و مسکن عالمِ عقل ہے جو حواس سے بالا ہے۔ تزکیہ نفس کے لیے یہ ضروری ہے کہ ایک فرد منطق اور ریاضی جیسے مجرد علوم کی تحصیل میں ریاضت کرے مگر نفس کا جزو سے کل اور ٹھوس سے مجرد اور حسی علم سے ماورائے حسی علم کی طرف حرکت کرنا ایک تدریجی عمل ہے۔ اس کے لیے ہمیں ان علوم کا مطالعہ کر کے ذہن کو تیار کرنا پڑتا ہے جو زیادہ طبعی اور کم مجرد ہوتے ہیں اور بتدریج ان علوم کے مطالعہ تک پہنچنا ہوتا ہے جو زیادہ مجرد ہوتے ہیں۔"

۲- مابعد الطبیعیات کے میدان میں اور علمِ کائنات کے بارے میں اخوان الصفا نوفلوطونیوں سے متاثر نظر آتے ہیں۔ فلوطین کی مانند وہ (اخوان الصفا) یہ بھی عقیدہ رکھتے تھے کہ "خدا انسانی علم اور تفکر سے ماورا ہے۔ ایک عام انسان کے لیے خدا کا وحدتِ محض کا تصور ممکن نہیں۔ کیونکہ وہ (عام انسان) ذاتِ باری تعالیٰ کا تصور کرتے وقت کبھی بھی حسی تصورات سے بالا تر نہیں ہو سکتا۔ مگر ایک فلسفی، خدا کے بارے میں تصور قائم کرتے وقت ایک عام انسان کے مقابلے میں حسی تصوارت سے بلند ہو جاتا ہے۔"

اخوان الصفا کے نزدیک ذاتِ باری تعالیٰ تمام امتیازات اور تضادات سے بلند ہے، خواہ یہ امتیازات مادی ہوں یا ذہنی، کائنات کے بارے میں اخوان الصفا کا یہ نظریہ تھا کہ کائنات کا صدور (یا ظہور) خدا سے ہوتا ہے۔ دنیا کے آغاز کے بارے میں یہی نظریہ نوفلوطونیوں کا ہے۔ ان کے نقطۂ نظر کے مطابق مادی دنیا کا خدا سے براہِ راست صدور نہیں ہوتا بلکہ کئی مسلسل درمیانی واسطوں سے ہوتا ہے۔ صدورِ کائنات کے مختلف درجات اخوان الصفا نے بالترتیب یوں بیان کیے ہیں۔ (۱) عقل اول۔ (۲) روح کائنات۔ (۳) مادہ قدیم۔ (۴) قدرت۔ (۵) مادہ معانی۔ (۶) عالمِ افلاک۔ (۷) تحت القمری دنیا کے عناصر۔ (۸) معدنیات، نباتات، حیوانات۔

اخوان الصفا کے مطابق یہ آٹھ جوہر ہیں جن میں جوہر مطلق یعنی خدا کا اضافہ کر کے نو بنیادی جواہر بنتے ہیں جو نو بنیادی اعداد سے خاص رشتہ رکھتے ہیں۔ انسانی روح کا صدور روحِ عالم سے ہوا ہے۔ اور تمام افراد کی ارواح کے مجموعے سے ایک ایسا جوہر وجود میں آیا ہے جسے انسان مطلق یا روحِ انسانی کہہ سکتے ہیں۔ تاہم ہر افرادی روح مادے سے ملوث ہے

اور اسے بتدریج اپنے آپ کو اس آلائش سے پاک کرنا ہے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے انسان میں کئی قوتیں پنہاں ہوتی ہیں۔ ان میں اعلیٰ ترین قوت تفکر اور مذہبی جذبہ ہے۔ ان ہی کی وجہ سے فلسفہ اور مذہب وجود میں آتے ہیں۔ ہر فلسفے اور ہر مذہب کا منتہائے مقصود یہ ہے کہ انسان کی روح حتیٰ الوسع خدا سے قریب سے قریب تر ہوتی چلی جائے اور خدا کی صفات حاصل کر لے۔"

رسائل اخوان الصفا کیا ہیں؟

رسائل اخوان الصفا کے مضامین اور تحریریں دراصل مختلف فلاسفہ کے خیالات اور متعدد گروہانِ فلاسفہ سے خوشہ چینی ہیں۔ ان رسائل کے علوم کے ماخذ چار قسم کی کتب ہیں۔

اول: وہ کتب جو ریاضی اور طبیعیات میں حکما اور فلاسفہ کی تصنیف کردہ ہیں۔

دوم: وہ کتابیں جو انبیا علیہم السلام پر نازل ہوئی ہیں، جیسے تورات، انجیل اور فرقان (قرآن) وغیرہ۔ یہ وہ صحف انبیا ہیں جن کے معانی اور مخفی اسرار ملائکہ کی وحی سے ماخوذ ہیں۔

سوم: طبیعیات کی کتابیں جن میں موجودات کی اشکال کی صُور (جیسی کہ وہ اس وقت تک ہیں) افلاک کی ترکیب، بروج کی اقسام، کواکب کی حرکات، اجرام کی مقدار (شاید تعداد مراد ہے) زمانے کے انقلابات، ارکان کے تغیر و تبدل اور کائنات کے دیگر موجودات جیسے معدنیات، حیوانات، نباتات، نیز انسان کی دست کاری کی مختلف قسموں وغیرہ سے بحث کی جاتی ہے۔ یہ تمام لطیف معانی اور دقیق اسرار کے محض صُور و کنایات و آلات ہیں۔ لوگ صرف ظاہری پہلو کو دیکھتے ہیں اور ان کے باطنی معنوں سے جو باری تعالیٰ کی صفتِ لطیف سے ہیں، بے خبر ہوتے ہیں۔

چہارم: وہ کتب الٰہی ہیں، جن کو صرف پاکیزہ سرشت ملائکہ مَس کر سکتے ہیں اور جو بزرگ، نیکو کار فرشتوں کے ہاتھوں میں ہوتی ہیں۔ ان کتابوں میں نفوس اور ان کے اجناس، انواع اور جزئیات کے حقائق مرقوم ہوتے ہیں اور ان ہی کے مطابق اجسام کے تصرفات، تحریکات اور تدبیرات عمل میں آتی ہیں اور افعال کا مختلف حالتوں میں اور مختلف وقتوں میں اظہار ہوتا ہے، اور ان ہی کے مطابق بعض اجسام کا انحطاط اور بعض کا ارتفاع، ان کا غفلت و نسیان کی نیند سے جاگنا اور حساب و کتاب کے لیے اٹھنا، صراط سے گزرنا اور جنت میں پہنچنا یا دوزخ کے طبقات میں رک جانا اور برزخ و اعراف میں ٹھہر جانا وقوع میں آتا ہے۔

رسائل اخوان الصفا کا تفصیلی و تحقیقی مطالعہ کر لیا گیا ہے۔ یہ مطالعہ نہ صرف مسلم علما و محققین بلکہ مستشرقین نے بھی کیا ہے۔ جہاں تک اقتباسات اور پُراز معانی تحریروں کا تعلق ہے وہ زیادہ تر آٹھویں اور نویں صدی کی (فلسفہ و علوم عقلی وغیرہ کی) تصنیفات سے لیے گئے ہیں۔ عالم نے خدا سے صدور کیا۔ اس سے ایک تیسرے یعنی روح، پھر ایک چوتھے یعنی ابتدائی مادے، ایک پانچویں یعنی عالمِ فطرت، ایک چھٹے یعنی اجسام یا مکانی مادے، ایک ساتویں یعنی کروں کی دنیا، ایک آٹھویں یعنی عالم تحت القمری کے عناصر، اور ایک نویں یعنی ہماری دنیا کے موالیدِ ثلاثہ معدنیات اور حیوانات نے صدور کیا۔ اس کونی عمل میں پہلے تو جسم کا صدور ہوتا ہے جو اساس ہے تفرد شر اور نقص انفرادی نفوس، نفسِ عالم کا محض ایک جزو ہیں، جسم مر جاتا ہے تو وہ پاک صاف ہو کر لوٹ جاتے ہیں۔ جیسے نفسِ عالم یوم آخرت میں خدا کی طرف لوٹ جائے گا۔ اخوان الصفا موت کو قیامتِ صغریٰ اور نفس عالم کے اپنے خالق کی طرف رجوع کو قیامت کبریٰ سے تعبیر کرتے ہیں۔

رسائل اخوان الصفا کے مؤلفین صرف علمی بنیاد پر اکٹھے ہوئے تھے، اگرچہ اپنی جماعت کی شرائط اور مقاصد میں دوسرے نظریات کو بھی دخیل کر بیٹھے۔ مگر ان کا اجتماع بالتحقیق علمی بنیاد پر ہوا تھا اور علم کے معاملے میں ان کا خیال ہے۔

"ہمارے بھائیوں کو کسی علم سے دشمنی نہیں رکھنی چاہیے۔ کسی کتاب کو نہیں چھوڑنا چاہیے۔ کسی مذہب سے تعصب نہیں رکھنا چاہیے۔ کیونکہ ہماری رائے اور ہمارا مذہب، تمام مذاہب اور تمام علوم کو شامل ہے۔"

اخوان الصفا کے نزدیک یہی حکمت اور دانائی ہے جس پر تمام قوموں اور مذاہب کا ہمیشہ اتفاق رہا۔ علوم الہٰیہ کی جانب جو منتہائے مقصد ہیں اخوان الصفا خاص طور پر توجہ دیتے ہیں۔ وہ علم و مذہب کے معاملے میں ہمہ گیری کے قائل تھے، اور انہوں نے اپنے رسائل میں تمام موجودات حسی اور عقلی، ظاہری و باطنی، جلی و خفی پہلوؤں پر شروع سے آخر تک غور کیا ہے اور ان کو تحقیقی و عقلی نظر سے دیکھا ہے۔

رسائل اخوان الصفا کے مباحث اکثر فلسفیانہ نوعیت کے ہیں۔ بلکہ اگر جمعیت اخوان الصفا کے منشور کو مدنظر رکھا جائے تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ اخوان الصفا ایک ایسی تحریک تھی جو ان اختلافات کو ختم کرنا چاہتی تھی جو مختلف عقائد کی جزئیات پر ضرورت سے زیادہ توجہ دینے کی وجہ سے پیدا ہو گئے تھے اور جن کی وجہ سے ملتِ اسلامیہ کی بنیادیں ہل گئی تھیں۔ اخوان الصفا کے منشور کے مطابق یہ جماعت یہ چاہتی تھی کہ کہ مسلمان عقلی علوم کی اس روایت سے روگردانی نہ کریں جسے قرآنِ حکیم نے قائم کیا تھا اور جسے بعد میں الکندی، فارابی اور ابن سینا نے پروان چڑھایا تھا۔ فلسفہ ہی ان کا مذہب تھا اور فلسفہ و عقلی علوم ہی ان کے رسائل کی شناخت ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"شریعتِ اسلامیہ جہالت اور گمراہی سے آلودہ ہو گئی ہے۔ اس کی صفائی صرف فلسفے ہی سے ممکن ہے۔ کیونکہ فلسفہ حکمتِ اعتقادیہ اور مصلحتِ اجتہادیہ پر حاوی ہے، اور جس وقت فلسفۂ یونان اور شریعت محمدی ﷺ میں امتزاج پیدا ہو جائے گا تو اس وقت (علم اور قوم کو) کمال حاصل ہو جائے گا۔"

رسائل اخوان الصفا پر نظر ڈالنے سے یہ رائے ذہن میں بیٹھ جاتی ہے کہ ان کے مؤلفین نے کامل غور و فکر اور بحث و مباحثہ کے بعد ان کو مدوّن کیا ہے، ان رسائل میں بعض ایسے خیالات ہیں

جن سے بہتر آج کے زمانے میں بھی نہیں پائے جاتے، چنانچہ ان میں سے ایک بحث "نشو و ارتقا" کے نظریے کے بارے میں ہے۔ مؤلفینِ رسائل اخوان الصفا لکھتے ہیں:

ا- "ارتقا میں حیوانات کی آخری منزل اور انسان کی پہلی منزل "قرد" یعنی بندر ہے جو صورت اور عمل کے اعتبار سے انسان سے مشابہت رکھتا ہے۔" یاد رہے کہ یہی نظریہ ڈارون نے آج کے دور میں پیش کیا ہے۔

ب- "جمادات، نباتات، حیوانات اور انسان ارتقا کی تدریجی منازل ہیں۔"

اگرچہ یہ نظریات نئے نہیں (شاید یونانی ہیں) لیکن اخوان الصفا نے ان نظریات کا اظہار ایک ہزار سال پہلے کیا تھا جب کہ یونانی اور ان کے فلسفیانہ نظریات تاریخ کے اندھیروں میں گم تھے اور ڈارون کا وجود متوقع بھی نہیں تھا جس نے ان دونوں نظریات کو دہرایا ہے۔ یہ تحقیقی، فلسفیانہ، سائنسی اور بے باکانہ اظہار اس وقت ہوا، جب مذہب اور سیاست اس طرح کے علوم کے دشمن تھے۔

رسائل اخوان الصفا کی رو سے علم کی تین قسمیں ہیں۔ ایک علم وہ ہے جو حواسِ خمسہ سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ علم ضروری ہے۔ کیونکہ ہمیں اپنے گرد و پیش کا علم اسی ذریعے سے حاصل ہوتا ہے۔ دوسرا علم وہ ہے جو عقل اور غور و فکر سے حاصل ہوتا ہے۔ لیکن اس کے (حصول کے) لیے بھی حواسِ خمسہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ تیسرا علم وہ ہے جو عالم، بزرگ یا امام سے حاصل ہوتا ہے۔ علم کے تینوں ذرائع انسان کی شخصیت کی تکمیل کے لیے ازحد ضروری ہیں۔ زمان و مکان کے بارے میں اخوان الصفا کا نظریہ حیرت انگیز حد تک جدید معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

"زمان و مکان کی کوئی خارجی اور معروضی حقیقت نہیں ہے۔ البتہ مکان کی حقیقت اس قدر ہے کہ اس کے ذریعے ہمیں اجسام کا علم ہوتا ہے۔ یعنی ہمیں صرف اشیا کی لمبائی، چوڑائی اور گہرائی وغیرہ کا علم ہو سکتا ہے، حقیقتِ اشیا کا علم نہیں ہو سکتا۔ لیکن وقت کی تو کوئی خارجی حقیقت نہیں ہے۔ ہمیں وقت گزرتا ہوا صرف اسی صورت میں محسوس ہوتا ہے، جیسے

ہمارے آس پاس کوئی چیز حرکت میں ہو۔ یعنی سورج بظاہر حرکت کر رہا ہو۔ سائے چھوٹے یا بڑے ہو رہے ہیں یا آج کل کے حالات سے گھڑی کی سوئی بارہ کے ہندسے سے حرکت کرتی ہوئی پانچ کے ہندسے پر آجائے۔ اسی لیے ہم جو کچھ دیکھتے یا محسوس کرتے ہیں، وہ صرف اشیا کی حرکت ہے۔ وقت کوئی چیز نہیں۔"

اسی سے ملتا جلتا نظریہ اٹھارویں صدی میں جرمنی کے فلسفی کانٹ نے پیش کیا اور کانٹ سے آئن سٹائن تک زمان یعنی وقت (Time) اور مکان یعنی جگہ (Space) کے بارے میں اسی انداز میں سوچا گیا ہے۔

اخوان الصفا نے عقل کو اتنا بلند مقام دیا ہے کہ اسے اپنا رئیس قرار دیا ہے۔ ان کے نظریے کے مطابق "ذاتِ باری تعالیٰ کی سب سے پہلی تخلیق عقل ہی ہے جو ابتدائے آفرینش سے تا ابد قائم رہے گی۔ عقل کا وجود اور اس کی ابدیت ذاتِ باری تعالیٰ کا اہم ترین عطیہ ہے۔ روح، عصر اور مادہ بھی عقل ہی سے تخلیق ہوئے ہیں۔ اسی طرح کائنات کی تخلیق کا منبع بھی عقل ہے، جو ذاتِ باری تعالیٰ کی محکوم ہے۔ کسی اور ہستی کی محکوم نہیں ہے۔" اس سے بڑھ کر یہ حقیقت مدِ نظر رہنی چاہیے کہ اخوان الصفا اپنے آپ کو ایک عقلی گروہ کہتے ہیں۔

رسائل اخوان الصفا میں دیگر مابعد الطبیعیاتی مسائل مثلاً نفسِ کلیہ، ہیولی، عناصر اربعہ، روح، حیات بعد ممات وغیرہ پر بھی مفصل بحث کی گئی ہے۔ خالص نظری مسائل اور مباحث کے علاوہ اخوان الصفا نے سائنس کے بعض عملی مسائل پر بھی اظہار خیال کیا ہے اور اس میدان میں بھی غیر معمولی ذہانت کا ثبوت دیا ہے۔ ان کے کئی نظریات پر یونانی افکار کا اثر غالب ہے۔ لیکن اس کے باوجود انھوں نے سائنس میں نئی راہیں دریافت کی ہیں۔ مزید برآں رسائل اخوان الصفا میں حساب، جیومیٹری، موسیقی اور فلکیات کے بارے میں مفصل معلومات اس دور کے مطابق کافی جامع ہیں۔ وزن کے بارے میں اخوان الصفا کا خیال تھا کہ

"وزن بذاتِ خود کوئی چیز نہیں۔ وزن اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب کوئی دوسرا جسم (ایک جسم کو) کھینچتا ہے۔ (نظریۂ کششِ ثقل کی تائید) اور اگر

کوئی دوسرا جسم نہ کھینچے تو وزن ختم ہو جائے گا۔" (حیرت انگیز سائنسی اندازِ فکر ہے)

اخوان الصفا کا مرکزی نقطہ اور محور اخلاق ہے۔ ان کا نظامِ اخلاق روحانی اور متصوفانہ ہے۔ اخوان الصفا کے نزدیک تزکیۂ نفس اور روحانی کیفیت اس وقت پیدا ہوتی ہے، جب انسان خدا سے محبت کرتا ہے۔ یہی عشقِ الٰہی ہے اور یہی سب سے بڑی نیکی اور یہی انسانی زندگی کا مقصود ہے۔ اخوان الصفا کی اخلاقی رہبانیت کو یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ

جسم مادے سے بنا ہے اور مرنے کے بعد ہر جسم انسانی مادے ہی سے جا ملتا ہے۔ لیکن روحِ انسانی خدا کی طرف سے آتی ہے اور اگرچہ یہ اس دنیا میں جسم سے منسلک رہتی ہے، بالآخر یہ خدا کی طرف ہی لوٹ جاتی ہے۔ چونکہ انسان روح کا منبعِ لافانی اور ابدی ہے اس لیے یہ اس دنیا میں ہوتے ہوئے بھی آخرت میں فلاح پانے اور ابدی بننے کا خواہش مند ہوتا ہے، اور چونکہ جسم انسانی فانی ہے اس لیے یہ عارضی مسرتوں کا متلاشی رہتا ہے۔ (اخوان الصفا کے نظریے کے مطابق) تمام نیکیاں مثلاً علم، عقل، زہد اور شجاعت روح کی وجہ سے پروان چڑھتی ہیں اور تمام برائیاں مثلاً جہالت، خطا، بے حیائی اور بزدلی جسم کی وجہ سے انسانی کردار میں راہ پاتی ہیں (تاہم اخوان الصفا اندھا دھند ترکِ دنیا کی تعلیم نہیں دیتے بلکہ ان کے اپنے قول کے مطابق) جسم کی مناسب دیکھ بھال کرنی چاہیے تاکہ اس میں روح کو ترقی کرنے کا پورا موقع مل سکے۔"

رسائل خوان الصفا کا طرزِ تحریر فلسفیانہ اور متکلمانہ نہیں ہے بلکہ خطیبانہ، شاعرانہ اور انشا پردازانہ ہے اور غالباً اس معاملے میں کلیلہ و دمنہ کا ان پر اثر پڑا ہے اور بہت سی باتیں جانوروں کی زبان سے بیان کی گئی ہیں اور جابجا قصص اور حکایات کے ذریعے سے مطالب کو سمجھایا گیا ہے۔ اس لیے یہ رسائل دلچسپ تو ضرور ہو گئے، لیکن ان کو فلسفے کے رسائل نہیں کہا جاسکتا، یہی وجہ ہے کہ قدیم زمانے کے فلسفیوں نے ان رسائل کو بہت زیادہ دلچسپی کے ساتھ نہیں دیکھا۔ چنانچہ "تاریخ

الحکما" از قفطی میں صمصام الدولہ کے وزیر کا جس ابو حیّان توحیدی سے ملاقات کا ذکر ہے، اس ابوحیان توحیدی کا خیال ہے کہ میں نے ان (رسائل) کو دیکھا ہے، وہ ہر فن پر مشتمل ہیں، لیکن وہ بالکل ناکافی ہیں۔ ان میں خرافات، کنایات اور رنگ آمیزیاں بہت ہیں۔"

رسائل اخوان الصفا کے بارے میں ایک جامع قسم کی رائے شیخ ابوسلیمان منطقی سجستانی محمد بن بہرام (استاد ابوحیان توحیدی) کی ہے کہتے ہیں۔

> ان لوگوں (اخوان الصفا) نے بے فائدہ تکلیف اٹھائی۔ کوشش کی، لیکن بے کار۔ یہ پیاسے تھے مگر چشمے تک نہ پہنچ سکے۔ ان کے گیت بے لذت اور ان کا تیار کیا ہوا کپڑا بے طاقت۔ بالوں میں کنگھی کی، لیکن انہیں اور الجھا دیا۔ یہ ایک ایسی بات کرنا چاہتے تھے جو ناممکن الوقوع ہے، ان کا ارادہ یہ تھا کہ یہ علم نجوم، علم المقادیر، المجسطی، طبیعیات، موسیقی (سروں، گیتوں، آوازوں کی ہم آہنگی و توازن کا علم) اور منطق (جس میں اقوال کو اضافت و کم و کیف کے معیار پر پرکھا جاتا ہے) کو شریعت میں شامل کر دیں اور فلسفے کو جزوِ مذہب بنا دیں حالانکہ یہ ناممکن ہے۔ اس سے پہلے بھی چند علما یہ کوشش کر چکے ہیں۔ ان کے ذرائع ان سے زیادہ وسیع تھے۔ ان کے ہاں وسائل کی کثرت تھی اور دنیوی شان و شکوہ کی کمی نہ تھی، لیکن ان کی مساعی کی انتہا چند خرافات و اباطیل و چند لچر اصول تھے، جو چند دن بھی زندہ نہ رہ سکے۔"

ان آرا کے مقابلے میں خود اخوان الصفا کا دعویٰ ہے کہ

> شریعت مریضوں کی طب اور فلسفہ صحیح و تندرست لوگوں کی طب ہے۔ پیغمبر مریضوں کا علاج کرتے ہیں تاکہ ان کا مرض بڑھنے نہ پائے، یہاں تک کہ ان کا مرض زائل ہو جائے اور صحت عود کر آئے، لیکن فلاسفہ حفظانِ صحت کا فرض انجام دیتے ہیں تاکہ لوگوں میں مرض پیدا ہی نہ ہونے پائے۔ مریض اور تندرست لوگوں کے مدبرین میں جو فرق ہے، وہ ظاہر

ہے۔ کیونکہ مریض کی تدبیر کے یہ معنی ہیں کہ اگر دوا موثر ہو، طبیعت میں اس کا اثر قبول کرنے کی صلاحیت ہو اور طبیب مخلص ہو تو صحت عود کر آئے۔ اور تندرست آدمی کی تدبیر کا مقصد یہ ہے کہ صحت محفوظ رہے۔ جب صحت محفوظ ہو گی تو وہ تمام فضائل کو حاصل کر سکے گا اور وہ سعادتِ عظمیٰ کے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گا اور خدائی زندگی کا مستحق ہو جائے گا، جس کے معنی دائمی بقا کے ہیں۔ اگرچہ وہ شخص بھی جو طبیب کی دوا سے مرض سے شفا یاب ہوتا ہے، ان فضائل کو حاصل کر سکتا ہے، لیکن یہ فضائل پہلے فضائل سے مختلف ہیں۔ کیونکہ ایک تقلیدی ہے دوسرا برہانی، ایک ظنی ہے اور دوسرا یقینی، ایک روحانی ہے دوسرا جسمانی، ایک ابدی ہے اور دوسرا وقتی۔"

اخوان الصفا کے رسائل پر جامع قسم کی نظر ڈالی جا چکی ہے، لیکن ان باون (زیادہ سے زیادہ) رسائل کا مختصر تعارف کروانا خالی از فائدہ نہیں ہے، تاکہ قاری اس نتیجے پر با آسانی پہنچ سکے کہ مختلف علوم و فنون پر لکھے جانے والے یہ رسائل دنیا کی پہلی انسائیکلوپیڈیا ہیں، اگرچہ انہیں انسائیکلوپیڈیا کے نقطۂ نظر سے نہیں لکھا گیا ہے۔ اس سب سے پہلے انسائیکلوپیڈیا میں حکمت، سائنس، مذہب اور فلسفے کی معلومات درج ہیں۔ ان باون رسائل کے مجموعے میں چودہ رسائل علم ریاضی اور اس کے متعلقات پر، سترہ رسائل علم طبیعیات پر اور متعلقاتِ طبیعیات کے بارے میں، دس رسائل فلسفے اور اس کے متعلقہ موضوعات پر اور گیارہ رسائل الٰہیات، مذہب اور ان کے متعلقہ عنوانات پر ہیں۔ موضوع وار ترتیب درج ذیل ہے۔

قسم اول ریاضی اور اس کے متعلقات: (چودہ رسائل)

رسالہ اول: در بحث ہندسہ۔ رسالہ دوم: ہندسہ۔ رسالہ سوم: نجوم۔ رسالہ چہارم: موسیقی۔ رسالہ پنجم: جغرافیہ۔ رسالہ ششم: نسب۔ رسالہ ہفتم: صنائع علمیہ۔ رسالہ ہشتم: صنائع عملیہ۔ رسالہ نہم: اختلافِ اخلاق۔ رسالہ دہم: ایساغوجی۔ رسالہ یازدہم: در بحث قاطیغوریاس۔ رسالہ دوازدہم: باریمناس۔ رسالہ سیزدہم: ابوالوطیقا الاولیٰ۔ رسالہ چہاردہم: ابوالوطیقا الثانیہ۔

قسم دوم: رسائل جسمانی طبعی ومتعلقات (علم طبیعیات) (سترہ رسائل)

رسالہ اول: در بحث ہیولیٰ وصورت۔ رسالہ دوم: آسمان وعالم۔ رسالہ سوم: کون وفساد۔ رسالہ چہارم: آثارِ علویہ۔ رسالہ پنجم: کیفیت تکوینِ معادن۔ رسالہ ششم: ماہیت طبیعت۔ رسالہ ہفتم: اقسامِ نبات۔ رسالہ ہشتم: اقسامِ حیوانات۔ رسالہ نہم: ترکیب جسد۔ رسالہ دہم حاس و محسوس۔ رسالہ یازدہم: مسقط نطفہ۔ رسالہ دوازدہم: قول حکما "انسان عالمِ صغیر ہے اور وہ عالم کبیر کے معنی رکھتا ہے"۔ رسالہ سیزدہم کیفیت نشر نفوس جزئیہ۔ رسالہ چہاردہم: طاقت انسان۔ رسالہ پانزدہم: ماہیت موت وحیات۔ رسالہ شانزدہم: لذات وتکالیف جسمانی وروحانی۔ رسالہ ہفدہم: علل اختلاف السنہ۔

قسم سوم: رسائل نفسانی عقلی ومتعلقات (علم فلسفہ): (دس رسائل)

رسالہ اول: در بحث مبادی عقلیہ حسبِ رائے فیثاغورثیین۔ رسالہ دوم: مبادی عقلیہ مطابق رائے اخوان الصفا: رسالہ سوم: قول حکما "انسان عالمِ کبیر ہے۔" رسالہ چہارم: عقل ومعقول۔ رسالہ پنجم: اکوار، ادوار، اختلاف قرون وازمنہ۔ رسالہ ششم: ماہیتِ عشق۔ رسالہ ہفتم: ماہیت بعث۔ رسالہ ہشتم: کمیت اجناس حرکات۔ رسالہ نہم: علل ومعلولات۔ رسالہ دہم: حدود ورسوم۔

قسم چہارم: رسائل ناموس الٰہی (علمِ الٰہیات، مذہب اور متعلقات)

رسالہ اول: فی الآراء والمذاہب فی الدیانات الشرعیۃ الناموسیہ والفلسفیہ۔ رسالہ دوم: فی ماہیت الطریق الی اللہ عزوجل۔ رسالہ سوم: فی بیان اعتقاد اخوان الصفاء وخلان الوفاء۔ رسالہ چہارم: فی کیفیت عشرہ اخوان الصفا وخلان الوفاء۔ رسالہ پنجم: فی ماہیت الایمان۔ رسالہ ششم: فی ماہیت الناموس الٰہی۔ رسالہ ہفتم: فی کیفیت الدعوۃ الی اللہ عزوجل۔ رسالہ ہشتم: فی کیفیت افعال الروحانیین۔ رسالہ نہم: فی کمیت انواع السیاسیات وکیفیتہا۔ رسالہ دہم: فی کیفیت نضد العالم باسرہ۔ رسالہ یازدہم: فی ماہیت السحر والعزائم۔

رسائل کا موضوع وار مطالعہ کرنے سے یہ بات کتنی آسانی سے عیاں ہو گئی ہے کہ ان رسائل میں روز مرہ سائنس، معاشرت، حساب، طبیعیات و طبعی زندگی، کائنات اور اس کے اسرار، معدنیات، نباتات، حیوانات، جسم انسانی، حواس، زندگی اور موت بلکہ آئندہ زندگی (بعد ممات)

جادو، عقل، نفس، محبت، دینیات وادیان، نفسیات و انسانی جبلت، زمین و آسمان، اجرام فلکی، سیارگانِ کائنات، نجوم و سحر وغیرہ عنوانات پر مستقل تحریریں موجود ہیں۔ بعض حکما کے اقوال کی تشریح و تعبیر و محاکمہ پر بھی رسائل اخوان الصفا میں تحریریں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً انسان عالمِ کبیر ہے، انسان عالمِ صغیر ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ ذیل میں رسائل اخوان الصفا کی تحریری جھلکیاں "مشتے نمونہ از خروارے" کے طور پر پیش کی جارہی ہیں تاکہ اخوان الصفا کی تحریر کی چاشنی، ادب، انشاء پردازی، عقلی بحثیں، فلسفیانہ اندازِ فکر سے آپ بھی متمتع ہوں۔

ا۔ **دوستی کے بارے میں:** "اخوان الصفا کو چاہیے کہ جب وہ کسی شخص کو دوست بنائیں تو اس کے حالات سے اچھی طرح واقف ہو جائیں۔ ان کے اخلاق کو آزمائیں۔ اس کے مذہب اور اعتقاد کے متعلق سوالات کریں تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ آیا وہ خلوص و محبت اور حقیقی اخوت قائم کرنے کے لائق ہے یا نہیں۔"

اس گروہ کے ہر فرد کو ہدایت تھی کہ جب وہ کسی کو اپنا دوست یا بھائی بنانا چاہے تو اس کو اس طرح پرکھے جس طرح درہم و دینار پرکھے جاتے ہیں۔ یا بیج بونے یا درخت لگانے کے لیے عمدہ مٹی والی زمین کا انتخاب کیا جاتا ہے۔"

ب۔ **فطری جبلت کے بارے میں:** "جاننا چاہیے کہ سب سے بدتر وہ شخص ہے جو یوم آخرت پر ایمان نہ لائے۔ بدترین اخلاق ابلیس کا غرور، بنی آدم کی حرص اور قابیل کا حسد ہے اور یہ امہات المعاصی ہیں۔ لوگ اپنے اجسام کی ترکیب کے لحاظ سے اخلاق میں مختلف ہوتے ہیں۔"

"کسی علم کے حاصل ہونے یا کسی عقیدے کے معتقد ہونے سے پہلے روح کی حالت اس سادہ کاغذ کی سی ہوتی ہے، جس میں کچھ لکھا نہ گیا ہو۔ پھر اس میں حق یا باطل جو کچھ لکھ دیا جاتا ہے، تو اس میں کوئی دوسری بات نہیں لکھی جا سکتی، اور جو کچھ لکھا گیا ہے اس کا مٹانا مشکل ہو جاتا

ہے(بلکہ جبلت کو بدلنا ناممکن ہوتا ہے)"

ج- **انسان کی متلون مزاجی کے بارے میں:** "انسان متلون المزاج ہوتا ہے، کبھی ایک حالت پر قائم نہیں رہتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بہت کم ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کو اگر کوئی دنیوی واقعہ یا کوئی اور حادثہ پیش آجائے تو ان میں کوئی جدید وصف یا کوئی دوسری عادت نہ پیدا ہو جائے اور ان کے اخلاق میں دوستوں اور بھائیوں کی طرف سے تغیر و تبدل نہ ہو، اس سے صرف وہی لوگ مستثنیٰ ہیں جو اخوان الصفا ہیں، جن کی صداقت ان کی ذات سے خارج نہیں ہوتی۔ یہ گویا قرابت رحمی ہے"

د- **علمائے سُو کے بارے میں:** "اس فریبی دنیا میں بعض ایسے لوگ ہیں جو علما کا جامہ پہن کر اہل دین کو دھوکا دیتے ہیں، وہ نہ فلسفے سے واقف ہوتے ہیں نہ شریعت کی ان کو تحقیق ہوتی ہے۔ اس کے باوجود وہ حقائق اشیا کی معرفت کا دعویٰ کرتے ہیں، اور اکثر مخفی اور بعید از عقل امور پر غور و فکر کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ اپنے نفس سے جو قریب تر شے ہے، بے خبر ہوتے ہیں۔"

ہ- **قیامت کے معنیٰ کی تشریح میں:** "جب نفس بدن سے علیحدگی اختیار کر لیتا ہے تو اس کے لیے قیامت قائم ہو جاتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے **من مات فقد قامت قیامته** "جو مر گیا اس کے لیے قیامت قائم ہو گئی۔" اس سے قیامِ نفس مراد لی گئی ہے نہ کہ قیامِ جسد، کیونکہ موت کے بعد جسم قائم نہیں رہتا۔ جب نفس اس جسم سے علیحدگی اختیار کر لیتا ہے تو پھر اس کے ساتھ اس کو بقا نہیں ہوتی۔ نہ جسم کے کچھ آثار ہی اس کے ساتھ باقی رہتے ہیں۔ سوائے معارف ربانی اور اخلاق جمیلہ کے جو اس نے حاصل کیے تھے"

و- **عشق و محبت کے بیان میں:** "اکثر حکما نے اس مرض کے

عوارض مثلاً عشاق کی بے خوابی، لاغری، آنکھوں کا پچک جانا، سرعتِ نبض اور ٹھنڈی سانسوں وغیرہ کی تشریح کی ہے۔ وہ اس (عشق) کو "جنونِ الٰہی" سے تعبیر کرتے ہیں۔ اطبا نے اس مرض کا نام مالیخولیا رکھا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ "عشق ایک انتہائی شوق ہے جو مکمل اتحاد چاہتا ہے۔" اس لحاظ سے عاشق جس حالت میں بھی رہے ایک دوسری حالت کا طالب ہوتا ہے۔"

"واضح ہو کہ اگر کوئی شخص کسی کے عشق میں مبتلا ہو جائے اور اس کے عشق میں رنج و محن برداشت کر لے لیکن اس کے بعد بھی اس کا نفس خواب غفلت سے نہ جاگے، یا بھول جانے کے بعد ایک دوسرے کے عشق میں گرفتار ہو جائے تو ایسی صورت میں سمجھنا چاہیے کہ اس کا نفس تاریکی میں غرق اور نشۂ جہالت میں مخمور ہے۔"

ز۔ **جسمِ انسانی اور سائنس**: "اخوان الصفا کے زمانے میں اور اس سے قبل عام طور پر یہی تصور تھا کہ جسمِ انسانی کا اہم حصہ دل ہے۔ لیکن اخوان الصفا نے یہ نظریہ پیش کیا کہ

"(جسمِ انسانی کا) سب سے اہم حصہ دماغ ہے۔ کیونکہ احساسات، خیالات اور جذبات اور دیگر عوامل دراصل دماغ ہی سے ظہور میں آتے ہیں۔"

ح۔ **انسانی طبائع میں اختلاف کی وجوہ**: اخوان الصفا کے خیال میں چار وجوہ سے انسان کے طبائع اور اخلاق میں اختلاف ہوتا ہے۔

اول: ان کے اجسام کے اخلاط اور ان اخلاط کے مزاج کے لحاظ سے (جسمانی و سماجی وجہ)

دوم: ان کے شہروں کی زمین اور آب و ہوا کے اختلاف کے لحاظ سے (علاقائی و موسمی اختلاف)

سوم: ان کے آباواجداد، معلمین، اساتذہ، مربیین، مؤدبین کے مذہب پر نشو و نما پانے کی وجہ سے (ماحول اور مذہب کا اختلاف)
چہارم: ان کی ولادت کے حصول میں اور ان کے نطفے کے قرار پانے کے وقت احکام نجوم کے موجبات کی بنا پر (خاندانی اختلاف)"

"بعض ایسے اخلاق اور قویٰ ہوتے ہیں جو نفسِ نباتی شہوانی سے منسوب ہوتے ہیں اور بعض حیوانی غضبی سے، اور بعض کا تعلق نفسِ ناطقہ انسانی سے ہوتا ہے۔ بعض نفسِ ناطقہ حکمیہ سے منسوب ہوتے ہیں اور بعض کا انتساب نفسِ ناموسیہَ ملکیہ سے ہوتا ہے۔"

ط- **جسم اور روح کا باہمی تعلق:** اخوان الصفا کے نزدیک جسم اور روح دونوں کا مناسب خیال رکھنا ضروری ہے۔ صرف روح پر توجہ اور جسم سے بے اعتنائی روح کو اس کی حقیقی مسرت و پرورش سے ہم کنار نہیں کر سکتی۔ لیکن جسم پر جسمانی و روحانی نقطۂ نظر سے توجہ دینے سے روح بھی خوب پھل پھول سکتی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں

"جسم کی مناسب دیکھ بھال کرنی چاہیے تاکہ اس میں روح کو ترقی کرنے کا پورا موقع مل سکے"

ی- سیاسیات، اخلاقیات اور ادیان کے بارے میں:

رسائل اخوان الصفا میں سیاسیات اور اخلاقیات کے بنیادی مسائل پر مباحث موجود ہیں۔ انہوں نے تمام مروجہ ادیان و مذاہب کے عقائد کو بیان کیا اور ان پر تنقید کی۔ ان کے نزدیک "اسلام سب سے عظیم دین ہے اور رسول اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس اور قرآنِ حکیم انسان کی رہنمائی کے لیے عظیم ترین نظامِ عمل ہے۔"

ان باون رسائل نے جن کا لہجہ موعظانہ ہے، گفتگو شائستگی سے بھرپور ہے، تخاطب برادرانہ ہے۔ ہمہ گیری اور اخذِ علم کے مقاصد جن کے لفظ لفظ سے عیاں ہے، غیر ضروری طوالت، تکرارِ

مضامین، الفاظ کی بھر مار اور پیچیدہ اظہار بیان کے باوجود سطحی طور پر ان رسائل نے ایک دائرۃ المعارف کی حیثیت حاصل کر لی ہے۔ (شاید یہ موضوعاتی دائرۃ المعارف ہے) اس دائرۃ المعارف کا آج کے دائرۃ المعارف سے موازنہ کیا جائے تو دو باتیں خاص طور پر ذہن (Encyclopaedia) میں آتی ہیں:

اول : برطانیہ کی انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا یا فرانس کی لاروس (Larouse) میں ہر موضوع کے بارے میں محض معلومات اکٹھی کر کے پیش کر دی گئی ہیں، نئے نظریات پیش نہیں کیے گئے۔ لیکن اخوان الصفا میں نہ صرف اس دور میں تمام علوم کے متعلق معلومات پیش کی گئی ہیں بلکہ اس انسائیکلوپیڈیا کے مصنفین نے نئے نظریات بھی پیش کیے ہیں جن میں سے چند ایک کا ذکر درج بالا اقتباسات میں کیا جا چکا ہے۔

دوم : رسائل اخوان الصفا تعداد میں باون ہیں۔ عوام کی سہولت کے لیے اخوان الصفا نے ان رسائل کا خلاصہ ایک جلد میں مرتب کیا اور اس کا نام "الجامعہ" رکھا۔ پھر اس ایک جلد کا مزید خلاصہ ایک مختصر رسالے کی شکل میں کیا اور اس کا نام "الحامة الجامعة" رکھا۔ یورپ میں انسائیکلوپیڈیا دو سو سال سے لکھی جا رہی ہے۔ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا کا جدید ترین ایڈیشن جو پاکستان میں آیا ہے، اس میں یہ جدت کی گئی ہے کہ پوری انسائیکلوپیڈیا کا خلاصہ ایک جلد میں اور پھر اس جلد کا خلاصہ مزید ایک جلد میں کیا گیا ہے۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا کے مرتبین نے اخوان الصفا کی نقل کی ہے، لیکن یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ علوم کی پیش کش میں جس ترتیب سے کام لیا گیا ہے، اس کے اعتبار سے اخوان الصفا کے ارکان انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا کے مرتبین کے پیش رو ضرور تھے۔

کیا اخوان الصفا ایک سیاسی تحریک تھی؟

اگرچہ اخوان الصفا مکمل طور پر ایک علمی تحریک تھی، ان کے مقاصد و منشور میں ترویجِ علم اور تشہیرِ فکر کے لیے عقلی انداز اختیار کرنے کو بنیادی اہمیت حال ہے، اس کے باوجود یہ تحریک سیاسی مقاصد بھی رکھتی تھی، جو اگرچہ "علمیت" کے نیچے دبے ہوئے تھے مگر ان کا اندازہ کہیں کہیں اظہار بیان میں واضح طور پر ہوتا ہے۔ مثلاً لکھتے ہیں:

۱- "ہر سلطنت کا ایک وقت ہوتا ہے، جس سے اس کی ابتدا ہوتی ہے، اس کی ترقی کا ایک درجہ ہوتا ہے، جہاں تک وہ ترقی کرتی ہے اور ایک حد پر پہنچ کر اس کی انتہا ہو جاتی ہے، لیکن جب وہ اپنے انتہائی درجے کو پہنچ جاتی ہے تو اس کو زوال ہونے لگتا ہے اور دوسری سلطنت میں قوت و نشاط پیدا ہونے لگتا ہے، اور پہلی سلطنت روز بروز ضعیف اور دوسری سلطنت روز بروز طاقت ور ہوتی جاتی ہے، یہاں تک کہ پہلی سلطنت بالکل مٹ جاتی ہے اور دوسری نوخیز سلطنت اس کی جگہ لے لیتی ہے"

۲- جس طرح زمانے میں تغیرات ہوتے رہتے ہیں، اسی طرح نیکی اور بدی کی سلطنت میں اہل زمانہ کی حالت ہوتی ہے، کبھی دنیا میں قوت و غلبہ نیک لوگوں کو حاصل ہوتا ہے اور کبھی بد لوگوں کو، جیسا کہ خداوند تعالیٰ کہتا ہے، تلک الایام نداولہا بین الناس تو اے بھائیوں! تم دیکھتے ہو کہ بد لوگوں کی قوت اس زمانے میں اپنے انتہائی درجے کو پہنچ گئی ہے اور انتہائی درجے کے بعد صرف انحطاط اور فقدان ہی کا درجہ ہے۔ سلطنت ہر زمانے میں ایک گروہ سے دوسرے گروہ، ایک خاندان سے دوسرے خاندان اور ایک ملک سے دوسرے ملک میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔ لیکن نیک لوگوں کی سلطنت کی ابتدا نیک اور فاضل لوگوں سے ہوتی ہے جو

ایک شہر میں جمع ہوتے ہیں، ایک رائے، ایک دین اور ایک مذہب پر اتفاق کرتے ہیں، باہم مضبوط عہدو پیمان کرتے ہیں کہ ایک دوسرے کی مدد کریں گے، ان کو بے یارومددگار نہ چھوڑیں گے اور تمام معاملات میں یک جان و دو قالب ہو جائیں گے۔ تو میرے بھائیو! یہ اعتماد رکھو کہ اگر تم نے کوشش سے کام لیا تو خدا تمہاری مدد کرے گا جیسا کہ اس نے وعدہ کیا ہے۔

ولینصرن اللہ من ینصرہ---- خدا اس کی مدد کرے گا جو اس کی (یعنی خدا کی) مدد کرتا ہے۔ نیز فرمایا وان حزب اللہ ھم الغالبون اور صرف خدا ہی کا گروہ غالب رہے گا۔"

۳- انہوں (اخوان الصفا) نے اس مجلس میں ایک دن زمانے کے انقلابات، مذاہب کے تغیرات، اور سلطنتوں کے ادل بدل پر گفتگو کی تو سب نے اس رائے پر اتفاق کیا کہ عنقریب دنیا میں انقلاب رونما ہو گا جس میں دین و دنیا کی بھلائی ہو گی اور وہ یہ ہے کہ ایک نئی حکومت قائم ہو گی، اور سلطنت ایک قوم سے دوسری قوم میں منتقل ہو جائے گی۔ دلیل، عقل، تجربہ، قیاس، رجر، فال، کہانت، فراست، نجوم اور خواب، سب سے ہم نے اس (حکومت کے قائم ہونے کو) معلوم کر لیا ہے اور نئے بادشاہ کے اوصاف سے واقف ہو گئے ہیں اور اس سال اور اس مہینے کو جان لیا ہے، جس میں یہ (سیاسی) انقلاب رونما ہو گا---- اس کے دلائل و علامات تو ظاہر ہیں، لیکن ان کو وہی شخص جان سکتا ہے جو علوم پر ہماری طرح نگاہ ڈالے اور ان سے ہماری طرح واقف ہو۔"

مشہور ہندوستانی مسلمان مورخ مولانا عبدالسلام ندوی نے متعدد قدیم و جدید تاریخی و فلسفیاتی کتب کے تحقیقی مطالعہ اور مورخانہ بالغ نظری کے بعد اخوان الصفا کو ایک سیاسی تحریک قرار دیا ہے۔ اخوان الصفا کو

ایک سیاسی تحریک قرار دیتے ہوئے انہوں نے درج ذیل نکات کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔

(ا) اخوان الصفا، اسماعیلی شیعوں کی ایک انقلاب انگیز، سیاسی جماعت تھی جو ابو سلیمان نہر جوری کے مکان میں جمع ہوتی تھی اور جب کوئی اجنبی اس میں شریک ہو جاتا تھا تو رمز و کنایہ میں گفتگو کرتی تھی۔

(ب) چوتھی صدی میں مسلمانوں کا سیاسی زوال انتہائی درجے کو پہنچ گیا تھا اور ہر جگہ طوائف الملوکی پھیل گئی تھی لیکن اس کے ساتھ مسلمانوں کی عقلی زندگی نہایت ترقی یافتہ ہو گئی تھی اور تمام دنیا کی قوموں کے علوم و فنون اسلامی تمدن کا جزو ہو گئے تھے (اخوان الصفا اس عقلی زندگی کو سیاسی لحاظ سے بھی عقلی اور ہمہ گیری کے رشتے میں لانا چاہتی تھی اور اس زوال پذیر سیاسی نظام کو الٹنا چاہتی تھی)

(ج) اخوان الصفا نظام عقلی میں تغیر و انقلاب پیدا کر کے ایک جدید نظام عقلی پیدا کرنا چاہتی تھی۔ اس نے اس معاملے میں یونانیوں کی تقلید کی تھی، کیونکہ فیثا غورثیوں کی جماعت بھی یونانی نظام سیاست کو سخت ناپسند کرتی تھی اور اس میں انقلاب پیدا کرنا چاہتی تھی جس کے لیے انہوں نے بہت سے طریقے ایجاد کیے تھے جن میں سب سے اہم طریقہ یہ تھا کہ انہوں نے نظام عقلی کو بدل کر ایک نیا فلسفہ پیدا کرنا چاہا تھا جس کے ذریعے سے ایک ایسی عقلی اور عملی زندگی پیدا ہو جائے جو اس نئی سیاست کے لیے موزوں ہو اور عام معاملات اس جماعت کے زیرِ اقتدار آجائیں۔

(د) افلاطون نے "جمہوریت" میں اور ارسطو نے "کتاب السیاست" میں عقلی حیثیت سے ایک سیاسی نظام قائم کیا تھا، اور تمام یونانی فلسفیوں کا اس پر اتفاق ہے کہ کوئی سیاسی نظام اس وقت تک

کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک ایک ایسا نظام تربیت قائم نہ کیا جائے جو اس سیاسی نظام کے لیے موزوں ہو اور فرد و جماعت کو اس کی تائید و مدافعت کے لیے تیار کر دے۔ اخوان الصفا چونکہ سیاست و فلسفہ کے میدان میں یونانی افکار سے تاثر تھے، بالخصوص افلاطون اور فیثا غورث دونوں کے خوشہ چین تھے، لہذا انھوں نے بھی یونانیوں والا طریقہ اپنایا۔ یعنی پہلے عقلی انقلاب لاؤ، پھر سیاسی انقلاب لاؤ۔ اس میں یہ جماعت کسی قدر کامیاب بھی رہی کہ اس سے ان (اسماعیلیوں) کو عالمِ اسلام کے بعض حصوں میں اقتدار حاصل ہو گیا۔

(ہ) چوتھی صدی ہجری میں اس قسم کی مخفی جماعتوں کا زیر زمین رہ کر کام کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس زمانے میں مسلمانوں اور اسلامی سلطنت کی حالت بہت ابتر تھی۔ تاہم ان رسائل میں مسلمانوں کی سیاسی حالت سے زیادہ اس زمانے کی عقلی زندگی کی تصویر کشی اور اس کو مکمل کرنے کے لیے کوششوں کا ذکر ہے۔ ہم کو صاف نظر آتا ہے کہ اسلامی عقل نے یونان کے فلسفہ، ہندوستان کی حکمت، ایرانیوں اور عربوں کے آداب اور ہر آسمانی اور غیر آسمانی مذہب کے حقائق کو اخذ کر لیا ہے اور ان کی ترتیب و تنظیم سے ایک ایسا موزوں مجموعہ تیار کر لیا ہے جو ہر روشن خیال شخص کے لیے قابلِ قبول ہے۔ اس لیے یہ رسائل فلسفے کی انسائیکلوپیڈیا ہیں، جن پر یونانی فلسفے کا گہرا اثر ہے۔ اس کے علاوہ اس دور میں اسلامی فلسفے پر مذہب، اخلاق اور تصوف وغیرہ کا جو اثر پڑا ہے، ان سب کی تفصیل ہے۔ یہاں تک کہ ان میں خرافات کا ایک حصہ بھی شامل ہے۔ فارابی اور ابن سینا نے فلسفے کی جو کتابیں لکھی تھیں وہ مخصوص لوگوں کے لیے تھیں لیکن ارباب رسائل اخوان الصفا نے یہ رسالے عام لوگوں کے لیے لکھے ہیں۔ اس لیے ان میں فلسفیانہ دقیق عبارتیں نہیں پائی

جاتیں بلکہ صاف اور سلیس ادبی رنگ پایا جاتا ہے۔ لیکن بایں ہمہ ان سے فلسفے کی تعلیم دینا مقصود نہیں بلکہ ایک ایسا مجموعہ تیار کرنا مقصود ہے جو ایک خاص قسم کی سیاست کے لیے ایک جماعت تیار کر دے اس لیے انہوں نے اس کی عام اشاعت نہیں کی۔

درج بالامباحث اور تفصیلات کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اخوان الصفا علمی و عقلی تحریک کے ساتھ ساتھ سیاسی مقاصد بھی رکھتے تھے۔ اور ان میں وہ کسی حد تک کامیاب بھی رہے کیونکہ اس جماعت کا مذہبی رشتہ اسماعیلی شیعوں سے قائم ہوتا ہے۔ لہذا اس کے داعیوں، عالموں، کارکنوں، فلسفیوں اور پیروکاروں کی کوششوں کے سبب اسلامی و غیر اسلامی حصوں میں شیعوں (اسماعیلیوں) کو جو کامیابیاں اور سیاسی فوائد حاصل ہوئے، وہ دراصل اخوان الصفا کی سیاسی کامیابیاں ہیں، اگرچہ یہ علمی و عقلی تحریک کی نسبت بہت کم ہیں۔

رسائل اخوان الصفا ۱۸۶۱ء میں لندن سے، ۱۸۸۳ء میں لیز برگ (جرمنی) سے، ۱۸۸۶ء میں بمبئی سے اور ۱۸۹۳ء میں مصر سے شائع ہو چکے ہیں۔ اور متعدد علما و فضلا نے اپنی تصانیف میں ان کو نقل کیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں نے اکثر ان رسائل سے استفادہ کرنے میں سستی اور بے رغبتی کا مظاہرہ کیا ہے۔ مذہبی و سیاسی اختلاف اپنی جگہ، لیکن علمیت، عقلیت اور فلسفے کے میدان میں یقیناً ان رسائل کے مشمولات سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ استفادہ تاریخ اسلام، فلسفہ اور دینیات کے طالبِ علم کے لیے نہایت مفید ہے۔ پاکستان میں بھی رسائل اخوان الصفا کا اُردو ترجمہ کرنے سے چشم پوشی کی گئی ہے، جس سے بالخصوص فلسفے کے طالبِ علم کو ان کے استفادے سے محروم رکھا گیا ہے۔ چند ایک رسائل اور فلسفے کی کتابوں میں اخوان الصفا پر مضامین و مقالات لکھے گئے ہیں، مگر وہ اخوان الصفا اور رسائل اخوان الصفا کے علوم اور تحریری چاشنی کا مکمل احاطہ نہیں کر سکے ہیں۔ لہذا ضرورت ہے کہ اس علمی ذخیرے کو علمی بنیادوں

پر اہل علم، معلمین و متعلمین فلسفہ و اسلامی تاریخ کے درمیان اُردو ترجمے کی صورت میں پھیلایا جائے تاکہ اس گم نام جماعت کا گم نام کارنامہ کہیں علمی تاریخ میں گم نامی کی نذر نہ ہو جائے۔

ماخذ

۱- اُردو دائرہ المعارف جلد دوم مضمون اخوان الصفا- ایڈیشن ۱۹۶۶ء دانش گاہِ پنجاب، لاہور

۲- اسلام کے کارہائے نمایاں- عنوان اخوان الصفا از پروفیسر غلام رسول ایڈیشن ۱۹۸۴ء علمی کتب خانہ، لاہور

۳- اسلامی انسائیکلوپیڈیا شاہکار، (قسط نمبر ۳) مضمون اخوان الصفا- مدیر سید قاسم محمود ایڈیشن مکتبہ شاہکار، لاہور

۴- تاریخ الحکما از جمال الدین ابوالحسن علی بن یوسف القفطی/ ڈاکٹر غلام جیلانی برق- ایڈیشن انجمن ترقی اُردو ہند، دہلی

۵- تاریخ فلاسفتہ الاسلام از محمد لطفی جمعہ/ ڈاکٹر میر ولی الدین ایڈیشن ۱۹۶۴ مسعود پبلشنگ ہاؤس کراچی

۶- حکمائے اسلام جلد اول عنوان اخوان الصفا از مولانا عبدالسلام ندوی ایڈیشن ۱۹۵۳ء مطبع معارف اعظم گڑھ (انڈیا)

۷- قوموں کی شکست و زوال کے اسباب کا مطالعہ مضمون اخوان الصفا از ایڈیشن ۱۹۷۹ء لاہور

۸- تاریخِ دولتِ فاطمیہ از سید رئیس احمد جعفری ایڈیشن ۱۹۸۲ء ادارہ ثقافتِ اسلامیہ لاہور

۹- تاریخ فلسفہ اسلام (بصرہ کے اخوان الصفا) از ٹ ج دو بوئر/ ڈاکٹر سید عابد حسین ایڈیشن ۱۹۸۷ء نفیس اکیڈمی کراچی